تنویر غلام حسین

مکاتیب: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار بنام ڈاکٹر جمیل جالبی

مکتوب نگار، پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار (مرحوم) سابق صدر شعبۂ اُردو جامعہ پنجاب و ڈائریکٹر ''بزمِ اقبال'' (لاہور) اُردو زبان وادب کے ممتاز محقق، نقاد، دانش ور اور ادیب ہیں۔ اُن کی تحقیقی و تدوینی کتب ''اُردو شاعری کا سیاسی و سماجی پس منظر''، ''مولانا ظفر علی خان ___ حیات، خدمات و آثار''، ''صد سالہ تاریخ جامعہ پنجاب''، ''دیوان زادہ از شاہ حاتم''، ''محاسنِ خطوطِ غالب''، ''قومی زبان کے بارے میں اہم دستاویزات'' (جلد اول، دوم)، ''پنجاب تحقیق کی روشنی میں''، ''گاندھی ___ لسان العصر کی نظر میں''، ''جلیانوالہ باغ کا قتلِ عام اور مظالم پنجاب''، ''جدوجہد آزادی میں پنجاب کا کردار''، ''پاکستان تصور سے حقیقت تک''، ''میاں سر فضل حسین کا کردار ___ تاریخ کے آئینے میں''، ''اقبال ___ ایک مطالعہ''، ''اقبال اور اکبر ___ نئے تناظر میں''، ''بزمِ اکبر''، ''اقبال کا ذہنی وفکری ارتقا'' (اس کتاب کا ترامیم و اضافوں کے ساتھ انگریزی ورژن بہ عنوان: (Development of Iqbal's mind and thought)، ''تاریخ بزمِ اقبال'' (پچاس سالہ)، ''استنبول ترکیہ ___ سفر وحضر میں'' اور ''مردم دیدہ وشنیدہ'' (نام ور ادبی شخصیات کے خاکوں کا مجموعہ) خاص اہمیت کی حامل ہیں۔

مکتوب الیہ، ڈاکٹر جمیل جالبی سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی، سابق صدر نشیں مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، پاکستان کے کئی اداروں کے رکن و صدر اور ستارۂ امتیاز (۱۹۹۰ء) کے حامل، پاکستان کی نابغۂ روزگار شخصیت ہیں۔ اُردو زبان و ادب کے حوالے سے اُن کا شمار نہ صرف پاکستان و ہند بلکہ دنیا کے نام ور ادیبوں اور دانش وروں میں ہوتا ہے۔ اُنھوں نے تحقیق، تنقید، ترجمہ نگاری اور تاریخ ادبِ اُردو کے میدان میں کار ہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔ فکر و دانش سے بھرپور اُن کی تحریریں آج بھی اُردو ادب کے طالب علموں کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

ڈاکٹر جمیل جالبی کی اہم تنقیدی کتب میں، ''تنقید اور تجزیہ''، ''نئی تنقید''، ''ادب کلچر اور مسائل''، ''محمد تقی میر ___ ایک مطالعہ''، ''معاصر ادب'' ہیں۔ تحقیق و تدوین کے حوالے سے ''مثنوی کدم راؤ پدم راؤ'' اس کام پر ڈاکٹر صاحب کو سندھ یونیورسٹی سے ڈی۔ لٹ کی ڈگری دی گئی، ''دیوانِ حسن شوقی''، ''دیوانِ نصرتی''، ''ن۔م راشد ___ ایک مطالعہ''، ''کلیاتِ میراجی''، ''میراجی ___ ایک مطالعہ'' قابلِ داد ہیں۔ اس کے علاوہ ''قدیم اُردو کی لغت''، ''فرہنگِ اصطلاحاتِ جامعہ عثمانیہ'' (جلد اوّل، دوم)، ''قومی انگریزی اُردو لغت'' تالیف کیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے کلچر کے حوالے سے بھی بہت کچھ لکھا۔ اسی طرح تراجم کے سلسلے میں بھی ان کا کام نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ مغربی تنقیدی نظریات کے حوالے سے، ''ایلیٹ کے مضامین''، ''ارسطو سے ایلیٹ تک'' (اڑھائی ہزار سالہ مغربی فکر کے منتخب ادر عہد آفریں شاہ کار کا اُردو ترجمہ مع تعارف) اُن کا ایک نہایت اہم کام ہے۔ دیکھا جائے

توان کی یہ تمام فکر افروز کتب اپنی جگہ نہایت اہمیت کی حامل ہیں لیکن اُردو ادب کے حوالے سے اُن کی سب سے بڑی خدمت تاریخِ ادبِ اردو کی تالیف ہے جو اب تک چار جلدوں میں منظرِ عام پر آ چکی ہے۔ یہ نہ صرف پاکستان بلکہ انڈیا سے بھی شایع ہوئی ہے۔ اس تاریخ کی جلد اوّل اصل میں یہ ڈاکٹر صاحب کا پی ایچ۔ ڈی کا مقالہ ہے۔ جو انھوں نے سندھ یونیورسٹی میں ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں کی زیرِ نگرانی ۱۹۷۱ء میں تحریر کیا تھا۔

درج بالا دونوں شخصیات کے مابین جو مراسلت رہی اُس کے چند خط ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی دستاویزات میں محفوظ تھے جنھیں پیش کیا جا رہا ہے۔ ان میں پہلے تین خط ڈاکٹر صاحب کے زمانۂ تدریس (پنجاب یونیورسٹی) کے دوران لکھے گئے ہیں۔ اگلے تین خط استنبول کے قیام کے دوران تحریر کیے۔ آخری چار خط جب وہ ناظم بزمِ اقبال (لاہور) تھے، اُس وقت کے تحریر کردہ ہیں۔ ان خطوط کو ذیل میں حواشی و تعلیقات کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے اور یہ املا ڈاکٹر صاحب کے خط کے مطابق ہے۔

(۱)

۲۳ راگست ۱۹۷۵ء

محترمی، سلام مسنون

''دیوان زادہ''[۱] کے لیے آپ کو انتظار کرنا پڑا، میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ دراصل ناشر سے چند روز قبل کچھ نُسخے حاصل ہوئے۔ پھر معلوم ہوا کہ برادرم ڈاکٹر وحید قریشی صاحب[۲] کراچی جا رہے ہیں اور اُن کا قیام بھی آپ کے ہاں ہی ہو گا۔ اس لیے مناسب سمجھا کہ ڈاک کی بجائے اُن کے ہمراہ بھیج دوں۔

اُمید ہے مزاج عالی بخیر ہوگا۔ والسلام

نیازمند

غلام حسین ذوالفقار

۲۳ اگست ۷۵ء

(۲)

۲۸ رجون ۱۹۸۳ء

مکرم ومحترم، سلام مسنون

آپ کا خط محررہ ۲ رجون مل گیا تھا، اور دو تین روز بعد ''نیا دور''[۱] بھی مل گیا جس کے لیے میں از حد ممنون ہوں۔

سب سے پہلے میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں کہ تین ہفتے بعد جواب لکھ رہا ہوں۔ میری مجبوری یہ تھی کہ ایک ایسے ناگزیر کام میں مصروف رہا کہ اس دوران میں خطوط اکٹھے ہوتے گئے۔ جواب تحریر نہ کیے جا سکے۔ اب فراغت ہوئی ہے تو پہلی فرصت میں یہ فرض انجام دے رہا ہوں۔ اُمید ہے آپ معذرت قبول فرمائیں گے۔

مجلہ تحقیق[۲] کے سلسلے میں آپ کی قیمتی رائے اور حوصلہ افزائی کے لیے شکر گزار ہوں۔ ''اورینٹل کالج میگزین''[۳] کا خاص نمبر اگر آپ کو نہیں ملا تو انشاءاللہ جلد ہی مل جائے گا۔ یہ نمبر ڈاکٹر وحید قریشی کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ بعد کے شماروں کے لیے پالیسی بنائی جا رہی ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ میگزین کو متون کی اشاعت کے لیے وقف کر دیا جائے اور مجلّے کو مقالات کے لیے۔ اس بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

میں گزشتہ ڈیڑھ دو سال سے جامعہ پنجاب کی صد سالہ تاریخ لکھنے میں مصروف رہا۔ یہ کام بہت کٹھن تھا اور اس کے لیے وقت بہت کم دیا گیا۔ جون ۱۹۸۱ء میں شروع کیا اور نومبر ۱۹۸۲ء میں مسودہ پریس کو دیا۔ اب کتاب چھپ کر اور جلد بندی ہو کر تیار ہو گئی مگر جس تقریب میں اس کا اجرا ہونا تھا، وہ ملتوی ہے۔ صدر صاحب[۱] وقت دیں گے تو شاید چند ماہ بعد ہو۔ مجھے تو اس کام نے بہت تھکا دیا اور جو تصنیفی کام اس سے پہلے جاری تھا، وہ رک گیا۔ اب ذرا صحت بحال ہو، تو دوبارہ شروع کروں۔ دعا فرمائیے۔

اُمید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

نیاز مند

غلام حسین ذوالفقار

تاریخ ادبِ اُردو[۵] کے سلسلے میں جو کام آپ کر رہے ہیں، قابلِ قدر اور لائقِ تعریف ہے۔ میں نے پہلی جلد دیکھی تھی۔ یہ کام ادارے کا ہے مگر آپ اکیلے کر رہے ہیں۔ اس کا احسن پہلو یہ ہے کہ ادارے کے کام میں رنگا رنگی ہوتی ہے۔ فرد کے کام میں یک رنگی اور تسلسل ہوتا ہے اور آپ تو اپنی ذات میں ادارہ ہیں۔

(۳)

۹؍ جولائی ۱۹۸۳ء

مکرم و محترم، سلام مسنون

گرامی نامہ ملا۔ اس نوازش کے لیے سراپا سپاس ہوں۔

''اورینٹل کالج میگزین'' کا خاص نمبر[۱] جلد ہی آپ کی خدمت میں پہنچ جائے گا۔ انشاء اللہ۔ دفتر کو ہدایت کر دی گئی ہے۔ آپ میگزین کے لیے کوئی متن یا ''مجلہ تحقیق''[۲] کے لیے کوئی مضمون ارسال فرمائیں۔ میں از حد شکر گزار ہوں گا۔

''تاریخ جامعہ پنجاب''[۳] کی تقسیم جس وقت شروع ہو گی، آپ کے پاس ایک نسخہ پہنچ جائے گا۔ چند ماہ انتظار کی زحمت تو ہو گی۔ غالباً خصوصی کانووکیشن کے موقع پر Release ہو گی۔

اُمید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

ہدیۂ تبریک عید قبول فرمائیے۔

نیاز مند

غلام حسین ذوالفقار

(۴)

۱۴؍ اکتوبر ۱۹۸۸ء

مکرم و محترم ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب، السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مزاج شریف!

اُردو گرامر و متن[۱] کے پروف گزشتہ ماہ مل گئے تھے اور مَیں نے تصحیح کر کے آج سے دس روز پہلے سفارتی تھیلے میں بھیج دیئے تھے۔ اُمید ہے مقتدرہ کے متعلقہ اصحاب کو مل گئے ہوں گے اور وہ تصحیح کے بعد جلد از جلد یہ کتاب طبع و شائع کر دیں گے۔ گزشتہ برس کے شروع میں یہ مسودہ دیا گیا تھا۔ ایک سال سے مجھے پروفوں کا انتظار تھا۔ اب اِس کتاب کے چھپنے میں تعویق نہیں

ہونی چاہیے۔تعطیلات کے بعد یونیورسٹیاں کُھل چکی ہیں اور طلبہ کو اِس کتاب کی ضرورت ہے۔آپ سے التماس ہے کہ ذاتی طور پر اِس کام کی نگرانی فرمائیں۔ممنون ہوں گا۔

ترکی، اُردو مصادر و افعال اور افعال کی تصریف کا کام آخری مرحلے میں ہے۔اِس کے ساتھ تُرکی گرامر و متن اُردو میں تیار کر رہا ہوں تاکہ اُردو کے طلبہ انگریزی کی بجائے اُردو کے ذریعے ترکی سیکھ سکیں۔تُرکی سیکھنے کے لیے انگریزی ذریعہ بہت دُور از کار ہے۔اُمید ہے یہ دونوں کتابیں[2] جو مختصر ہوں گی (تقریباً ڈیڑھ ڈیڑھ سو صفحے کی) آیندہ پانچ چھ ماہ تک تیار ہو جائیں گی۔

ظفر حسن ایبک صاحب[3] کی اُردو ترکی لغات[4] کے سلسلے میں ظفر صاحب کا خط پہنچ گیا ہوگا۔رسمی معاہدے کے سلسلے میں مزید کوئی امر ضروری ہو تو ٹائپ شدہ مسوّدہ بھجوا دیجیے۔ظفر صاحب اِس پر دستخط کر دیں گے۔اُن کی آپ بیتی[5] کے نئے اڈیشن کا معاہدہ ایک ناشر سے ہُوا ہے۔اُمید ہے یہ تاریخی آپ بیتی خوبصورت انداز میں چَھپ جائے گی۔

تُرکی متن کی طباعت کے لیے کام اگر کسی ایسے مطبع کو دیا جائے جو ترکی کے لاطینی حروف میں خاص اعراب والے حروف کا بندوبست کر سکے تو مناسب اور ضروری ہوگا۔کیونکہ ترکی زبان میں اِن حروف میں ذرا نقطے اور شوشے کا بھی فرق پڑ جائے تو معنی ہی بدل جاتے ہیں یا لفظ بے معنی ہو جاتے ہیں مثلاً DiS = دانت اور DIS = بیرونی، خارجی، میں صرف آئی کے نقطے کا فرق ہے۔ہمارے ہاں شاید یہ زیادہ اہم نہ ہو مگر ترکی میں یہ فرق ازبس ضروری ہے۔

مذکورہ بالا کتاب کے پروف دیکھتے ہوئے مجھے احساس ہوا کہ مطبع والوں کے پاس خاص تُرکی حروف نہیں ہیں اور ہاتھ سے بعض حرفوں پر نشانات لگائے گئے اور بعض کو ویسے ہی چلتا کیا گیا۔خاص طور سے آئی بغیر نقطے کے، تو سرے سے غائب ہے۔ازرہ کرم اِس امر پر بھی توجہ فرمائیے۔پاکستان میں ایسے پریس بھی ہیں جن کے پاس یہ حروف موجود ہیں۔پھر نہ ہوں تو یہ ڈھلوائے بھی جا سکتے ہیں۔

اُمید ہے آپ بفضلِ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہوں گے۔خدا حافظ

نیاز مند

غلام حسین ذوالفقار

(۵)

۷۸۶

استانبول

۷رمئی ۱۹۹۰ء

مکرّمی ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب

السلام علیکم

آپ کا ۲۸رمارچ کا خط عید الفطر کی تعطیلات کے بعد ۴رمئی کو ملا۔فوری طور پر تعمیلِ ارشاد کر کے یہ مختصر مضمون ا بھیج رہا ہوں۔شاید آپ کے خاکے کے مطابق سب باتوں کا جواب اِس میں نہ ہو مگر کرنل مسعود اختر کے مضمون کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو اکثر باتوں کا جواب مل جائے گا۔پروفیسروں وغیرہ کے کام اور اُردو کی ترجمہ شدہ یا اُردو ادب اور اقبال کے بارے میں

ترکی میں لکھی جانے والی کتابوں کے لیے یہ مختصر مضمون بہت ناکافی ہے۔ یہ معلومات پھر کبھی الگ مضمون میں دی جاسکتی ہیں۔ تاہم ضروری مسائل کا تذکرہ اِس میں آگیا ہے۔

اُردو کے کام کو آگے بڑھانے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہماری اپنی انتظامیہ ہے اور حکومت کی ڈھلمل بے یقین پالیسی ـــــ، یہاں لوگوں کو اُردو سیکھنے کا شوق ہے۔ تُرک پاکستان اور پاکستانیوں سے پُرخلوص محبت اپنے دل میں رکھتے ہیں اور وہ بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ:

''زبانِ یار من اُردو و من اُردو نمی دانم''

بہر حال یہ دوطرفہ ٹریفک ثقافت، سیاست، اقتصاد ہر لحاظ سے مفید اور ضروری ہے۔ مگر بعض ہمارے متعصب اور بے بصیرت ''صاحبوں'' کو یہ بات کون سمجھائے۔ مَیں نے ایک ایسے ہی صاحب کا تذکرہ نام لیے بغیر کردیا ہے۔ یہ صاحب امرتسر کے ہیں جس سے میرا بھی تعلق ہے۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ سیاسی لحاظ سے ایسے باشعور شہر کا کوئی شخص ایسی احمقانہ بات بھی کہہ سکتا ہے۔ ایسے متشکک لوگ اَور بھی ہیں۔ ہمیں اُن کا بھی مقابلہ کرنا ہے۔

میرا گزشتہ خط مل گیا ہوگا۔ ذریعہ تعلیم والا میرا مضمون ۲۲ کا پیاں جوڑتے ہوئے اِس طرح اُوپر تلے ہوگیا ہے کہ آخری جملہ ''اُردو کے خلاف'' چھپ کر سارے مضمون کے تاثر کو زائل کرگیا ہے حالانکہ وہاں مضمون میں ایک دو تین نمبر دیئے ہوئے تھے اور یہ استدلال ڈاکٹر صادق مرحوم کا تھا۔ ازرہ کرم اس کی وضاحت ضرور کروادیجیے۔ شکریہ۔ والسلام

مخلص: غلام حسین ذوالفقار

(۶)

استانبول

۱۵/جون۱۹۹۰ء

مکرم ومحترم ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب،

السلام علیکم

آپ کا مکتوب ملا۔ کل مئی کا اخبارِ اُردو بھی پہنچا۔ شکریہ۔ مگر اِس پرچے میں ذریعۂ تعلیم والے مضمون ۲۲ کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں آئی۔ شاید مدیر صاحب بُھول گئے یا غلطی کا اعتراف کسرِ شان سمجھا گیا۔ حالانکہ غلطی انسانوں سے ہی ہوتی ہے اور وضاحت سے عزت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

موجودہ شمارے میں سرورق پر علاقائی زبانوں کے حلقۂ اثر کا نقشہ بہت اچھا ہے۔ مضمون بھی خوب ہیں۔ اُمید ہے جون کا شمارہ بیرونِ ملک اُردو کے اداروں پر ہوگا۔ مگر پاکستانی چیئرز کے ساتھ تو اُردو کو ختم کیا جارہا ہے! اندرون اور بیرونِ ملک اُردو کا اللہ ہی حافظ ہے۔ کُرسیوں پر بیٹھ کر تو کوئی نتائج کی بھی پروا نہیں کرتا، کیونکہ اُن کے خیال میں اُن کی کرسیاں بہت ''مضبوط'' ہیں!

کتاب شائع ہوگئی! ۲۳ مَیں تو اب اِسے بُھول بھی چُکا تھا۔ چار سال پہلے تجرباتی طور پر تنقید کی تھی۔ اب معلوم نہیں اُس کا کتنا حصّہ بدل گیا ہو۔ اِس دوران دُنیا بہت آگے نکل گئی اور مَیں نے بھی گزشتہ سال تُرک طلبہ کے لیے تُرکچہ میں درسی کتاب ۲۴ لکھ کر یونیورسٹی کے حوالے کردی اور طلبہ کو فوٹو کاپیاں مل گئیں۔ اب مَیں اپنے تاثرات کیا لکھوں؟

مَیں انشاء اللہ جولائی کے آخر میں پاکستان آؤں گا۔ گرمی کی تعطیلات وہیں گُزریں گی۔ یہاں کا شعبۂ اُردو اپنے پاؤں پر رواں ہو جائے تو مجھے فراغت ملے۔ اپنی حکومت کی طرف سے تو فراغت ہی فراغت ہے مگر یہاں کی یونیورسٹی چھوڑنے پر راضی نہیں۔

والسلام۔ خُدا حافظ

مخلص: غلام حسین ذوالفقار

(۷)

۴؍ستمبر ۱۹۹۴ء

بحوالہ: ۱۳۴۱

مکرم و محترم جمیل جالبی صاحب

سلام مسنون

آپ کا نوازش نامہ محررہ ۲۲؍جولائی مجھے مل گیا تھا، مجھے افسوس ہے کہ میں جلد آپ کو جواب نہیں دے سکا۔

مجلّہ ''اقبال'' کے مضامین کے سلسلے میں آپ کی توصیف اور مبارکباد کا شکر گزار ہوں۔ انشاء اللہ مجلّہ ''اقبال'' آپ کی خدمت میں باقاعدہ پہنچتا رہے گا۔ بزمِ اقبال میرے لیے ایک قومی خدمت کا ذریعہ ہے اور اِسی جذبے سے مَیں نے اِس ذمہ داری کو قبول کیا تھا۔ بہر حال اِس کے ساتھ ساتھ انشاء اللہ میرا اپنا تصنیفی کام بھی بشرطِ زندگی چلتا رہے گا۔

اُمید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مخلص

غلام حسین ذوالفقار

بخدمت: جناب ڈاکٹر جمیل جالبی

مکان نمبر ۱۰۔اے، گلی نمبر ۴۴، ایف ۸۔۴، اسلام آباد

(۸)

۱۴؍اپریل ۱۹۹۸ء

مکرم و محترمی ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب

سلام مسنون

آپ کا مکتوب محررہ یکم اپریل ملا۔ شکریہ۔ خصوصی شمارہ مجلّہ ''اقبال'' آپ کو پسند آیا۔ حوصلہ افزائی کے لیے ممنون ہوں۔

مجلّہ ''اقبال'' باقاعدگی سے آپ کو ارسال ہو رہا ہے۔ ایک دو روز میں اپریل کا شمارہ بھی روانہ ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور کُچھ دوستوں کے تعاون سے بزمِ اقبال کو زیادہ سے زیادہ فعّال بنانے کی سعی کر رہا ہوں۔ موجودہ حالات میں پُرانے اداروں کو زندہ رکھنا بھی محال ہو رہا ہے جب کہ اربابِ اقتدار صرف نئے اداروں کی سرپرستی میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ بزمِ اقبال کی گولڈن جوبلی اس صدی کے اختتام پر (۲۰۰۰ء) آ رہی ہے۔ اِس کے لیے سوچ رہا ہوں۔ آپ بھی مجلّہ ''اقبال'' کے لیے کچھ لکھیے۔

کبھی لاہور آنا ہو، تو بزم میں بھی تشریف لائیے۔ والسلام

مخلص: ذوالفقار

(۹)

۲۱/فروری ۲۰۰۱ء

مکرم و محترم ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب

سلام مسنون

مجلّہ "اقبال" کا شمارہ (اپریل ۲۰۰۱ء) مطبع میں جانے کے لیے تیار ہو چکا ہے۔ اس دوران خیال آیا کہ جولائی ۲۰۰۱ء کا شمارہ قائداعظم محمد علی جناح کے لیے وقف کر دیا جائے۔ نظریۂ پاکستان فاؤنڈیشن اور حکومتِ پاکستان بھی رواں سال کو قائداعظم کے ۱۲۵ویں یوم ولادت کے حوالے سے خصوصی طور پر منا رہی ہے۔ شاید اسی طرح تجدیدِ عہد اور تعمیرِ پاکستان کی طرف قوم کے رُخ کو موڑا جا سکے جو بھٹکنے کے مراحل سے دوچار ہے۔ اللہ ہم پر رحم کرے۔ آمین۔

آپ سے استدعا ہے کہ آپ بھی اِس کارِ خیر میں حصّہ لیں۔ ملّت کے دانش مندوں پر بڑی ذمّے داری آن پڑی ہے۔

اللہ حافظ

مخلص

ذوالفقار

(۱۰)

۱۶/ستمبر ۲۰۰۲ء

مکرمی و محترمی ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب

سلام مسنون

دو ہفتے ہوئے آپ کا نوازش نامہ مل گیا تھا۔ مگر پہلے علالت اور پھر تساہل نے جواب لکھنے سے معذور رکھا۔ اب کُچھ طبیعت سنبھلی ہے تو یہ چند سطریں لکھ رہا ہوں۔ پرچہ آپ کو پسند آیا، مبارکباد کا شکریہ۔

مجلّہ "اقبال" کے مضامین کے انتخاب کے بارے میں آپ کی رائے صائب ہے۔ یہ کام دو ضخیم جلدوں میں مُجھ سے پہلے ہو چکا ہے۔ شیخ محمد سعید مرحوم نے انگریزی مضامین کا انتخاب کیا تھا۔ اُردو مضامین کا انتخاب ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے کر دیا تھا۔ مگر اِن میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لی گئی۔ گاہے گاہے کوئی نسخہ نکل جاتا ہے۔ شاید ضخامت اور پھر متفرقات کی وجہ ہو۔

بہر حال، میرا خیال ہے اگر کسی ایک موضوع سے متعلق چند مضامین کا انتخاب کر کے شائع ہو تو شاید بہتر ہو۔ چار پانچ سو صفحے کے مجموعے کی بجائے غالباً یہ سو، ڈیڑھ سو صفحے کی کتاب سہولت سے خریدی بھی جا سکے گی اور پڑھی بھی جائے گی۔ فی الحال فلسفے سے متعلق تین مضامین کا ایک مجموعہ (۱۱۰ صفحات) زیرِ طبع ہے۔ اِس طرح کے کُچھ اور کام بھی ہو سکتے ہیں۔

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ والسلام

مخلص

ذوالفقار

حواشی:

خط نمبر ۱

۱ شیخ ظہور الدین حاتم کی تالیف جسے ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار نے مدوّن کیا تھا جو مکتبہ خیابانِ ادب لاہور سے ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی۔

۲ سابق صدرِ شعبہ اردو و پرنسپل اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، نامور نقاد و محقق ڈاکٹر وحید قریشی (مرحوم)۔

خط نمبر ۲

۱ سہ ماہی ادبی رسالہ ''نیا دور'' جس کا اجرا، اگست ۱۹۵۵ء میں ڈاکٹر جمیل جالبی نے کیا اور یہ اُن کی سر پرستی میں شائع ہوتا رہا۔

۲ کلیہ علوم شرقیہ کا سہ ماہی تحقیقی مجلّہ جو ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک (سابق پرو وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی و صدر شعبۂ عربی) اور ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی ادارت میں شائع ہوا تھا۔ یہاں اُس کی جلد ۵، شمارہ ۱ کا ذکر کیا گیا ہے۔

۳ پنجاب یونیورسٹی کے جشنِ صد سالہ کے سلسلے میں اورینٹل کالج میگزین کے خصوصی شمارے کا حصہ دوم (۱۹۸۳ء)۔

۴ صدرِ پاکستان جنرل ضیاء الحق (مرحوم)۔

۵ ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب کی کتاب ''تاریخِ ادبِ اُردو (جلد اول)، بار اوّل مجلس ترقی ادب لاہور سے جولائی ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی۔

خط نمبر ۳

۱ سابقہ خط میں اس کا حوالہ آ چکا ہے۔

۲ کلیہ علوم شرقیہ (پنجاب یونیورسٹی) کا سہ ماہی مجلّہ۔

۳ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی کتاب ''صد سالہ تاریخ جامعہ پنجاب'' جو جامعہ پنجاب لاہور سے ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئی۔

خط نمبر ۴

۱ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی کتاب ''ترکی کے ذریعے اردو سیکھیے'' جو مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد سے ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئی۔

۲ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی دونوں کتابوں کے مسودے محفوظ ہیں جو تا حال شائع نہیں ہوئیں۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی ذاتی لائبریری میں یہ مسودے جو کہ اب راقم الحروف کی ملکیت میں محفوظ ہیں۔ باقی نامکمل تالیفات کے ساتھ یہ بھی جلد شائع ہو کر منظرِ عام پر آ جائیں گے۔ انشا اللہ

۳ ظفر حسن ایبک کا شمار پاکستان کے اُن حریت پسندوں میں ہوتا ہے جو پہلی جنگِ عظیم کے دوران (۱۹۱۵ء) میں آزادیِ وطن کی جدوجہد کی خاطر وطنِ عزیز سے باہر چلے گئے تھے اور ایک عرصہ افغانستان میں برطانوی استعمار کے خلاف سرگرمِ عمل رہنے کے بعد ۱۹۲۴ء میں 'جمہوریہ ترکیہ' چلے گئے اور وہیں آباد ہو گئے اور ترکی افواج میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ بالآخر فوج کے تعلیمی شعبے سے وابستہ ہو گئے۔ اُنھوں نے ترک خاتون سے شادی کی اور تا وفات استنبول میں ہی مقیم رہے۔

۴۔ ظفرحسن ایبک کی کتاب ''اُردو ترکی لغات'' جسے مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد سے شائع کرنے کا معاہدہ کیا گیا تھا لیکن بوجوہ شائع نہ ہوسکی۔

۵۔ ظفرحسن ایبک کی آپ بیتی ''خاطرات'' ہماری تاریخی دستاویز اور سیاسی جدوجہدِ آزادی کی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے۔اس آپ بیتی میں آزادی کے سلسلے میں کی جانے والی جدوجہد کے بارے میں قیمتی معلومات اور دستاویزات بھی شامل ہیں۔ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار نے ظفرحسن ایبک کی نگرانی میں ترامیم واضافے کے ساتھ اسے مرتب کیا تھا۔یہ آپ بیتی سنگ میل پبلی کیشنز لاہور سے ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئی۔

خط نمبر ۵

۱۔ ماہ نامہ ''اخبارِ اُردو'' (مقتدرہ قومی زبان) کی خصوصی اشاعت ''بیرونی ممالک میں اردو'' کے لیے ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کا بھیجا گیا مضمون ''ترکی میں اُردو'' جو جلد ۷، شمارہ نمبر ۱۰۔۱۱، اکتوبر نومبر ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا۔

۲۔ ماہ نامہ ''اخبارِ اُردو'' (مقتدرہ قومی زبان)، جلد ۷، شمارہ: ۴، اپریل ۱۹۹۰ء میں ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کا شائع شدہ مضمون ''اردو ذریعۂ تعلیم''۔اس مضمون کا کچھ حصہ کاپی پیسٹنگ کے دوران اوپر تلے ہوگیا تھا۔انھوں نے اس خط میں وضاحت کے لیے تحریر کیا ہے لیکن یہ وضاحت اگلے شماروں میں بھی نہ ہوسکی۔ یہاں اس مضمون کا صحیح اقتباس دیا جارہا ہے جو کہ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار نے اپنے مضمون میں ڈاکٹر محمد صادق کے مضمون ''ہمارے نظامِ تعلیم میں انگریزی کا مقام'' کا حوالہ دیتے ہوئے اُنھی کے اقتباس سے لکھا ہے:

''ہمارے موجودہ سلسلۂ تعلیم کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ طلبہ کی زندگی کے بہترین سال انگریزی سیکھنے پر اس لیے صَرف ہوتے ہیں کہ وہ مغربی علوم کو انگریزی زبان میں سیکھ سکیں اگر انھیں یہی علوم اُردو میں پڑھائے جائیں تو انھیں تین فائدے حاصل ہوں گے:

۱۔اعلیٰ تعلیم کا آغاز مقابلتاً چھوٹی عمر میں ہوسکے گا۔

۲۔مطالب کے اخذ کرنے میں سہولت ہوگی۔

۳۔تھوڑے سے وقت میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل ہوں گی۔

ڈاکٹر محمد صادق مرحوم نے اس سلسلے میں اپنے تجربات بیان کرتے ہوئے فرمایا: 'میں نے حال ہی میں ایک تجربہ کیا تھا جو نتائج کے لحاظ سے بہت اہم ہے اس لیے اس کا ذکر کردینا بے جانہ ہوگا۔ میں نے سالِ اوّل کے دو اوسط درجے کے طلبہ سے کہا کہ وہ انارکلی بازار پر اُردو میں مضمون لکھیں اور ساتھ ہی سالِ چہارم کے دو اوسط درجہ کے طلبہ سے کہا کہ وہ بھی انگریزی میں اسی موضوع پر طبع آزمائی کریں۔میں نے دیکھا سالِ اوّل کے مضامین میں روانی، شگفتگی اور زبان کا آزادانہ استعمال تھا اور ان کے مضامین کافی طویل بھی تھے مگر سالِ چہارم کے طلبہ کے مضامین مختصر اور بے جان تھے پھر انھیں اقتصادیات کا ایک معمولی سا مسئلہ انگریزی میں سمجھایا گیا اور سالِ اوّل کے طلبہ کو اُردو میں اور سالِ چہارم کے طلبہ کو انگریزی میں لکھنے کو کہا گیا۔ پہلے تجربے کی طرح اس تجربے میں بھی اُردو والے جوابات بہ مدارج بہتر تھے حالانکہ انگریزی والے طلبہ نے میرے انگریزی کے الفاظ سے بھی فائدہ اٹھایا تھا اور

اُردو والوں کو اپنی جستجو سے اُردو الفاظ تلاش کرنے پڑے تھے۔

یہ تجربات دہلی کالج مرحوم سے لے کر اب تک بارہا ہو چکے ہیں اور اپنوں اور بیگانوں نے اُردو کی صلاحیتِ اظہار کا اعتراف کیا ہے۔ ڈاکٹر صادق مرحوم انگریزی کے مخالف نہیں تھے۔ انگریزی سے انھیں لگاؤ تھا مگر ذریعۂ تعلیم کے طور پر وہ اُردو کی حمایت اپنے ذاتی تجربوں سے کرتے ہیں اور آخر اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ سچی بات یہ ہے کہ جو لوگ انگریزی کی مخالفت کرتے ہیں وہ یا تو جذباتی ہیں یا خود غرض یا دونوں۔ اسی طرح جو لوگ اُردو کی بحیثیت ذریعۂ تعلیم مخالفت کرتے ہیں وہ اپنی تن آسانی کو ملکی اور قومی مفاد پر مقدم خیال کرتے ہیں۔

نشاۃ الثانیہ کے بعد یورپ بھی لاطینی کا اتنا ہی دل دادہ تھا جتنا ہمارے ''صاحب'' انگریزی کے ہیں اور علما ملکی زبانوں کو بے مایہ قرار دیتے تھے مگر جب دورِ جدید میں یہی ورنیکلر زبانیں (انگریزی، فرانسیسی، المانوی وغیرہ) علم وادب کی ترجمان بن گئیں تو ان کی ثروت کے سامنے لاطینی کا چراغ ٹمٹمانے اور گل ہونے لگا۔ انگلستان کا مصنف رچرڈ مُلکاسٹر لکھتا ہے: کوئی زبان فی نفسہٖ کسی دوسری زبان سے بہتر نہیں ہوتی۔ اس کی فوقیت کا انحصار اس کے بولنے والوں کی ہمت اور محنت پر ہوتا ہے جو اسے فصیح بناتے ہیں اور مختلف علوم سے مالا مال کرتے ہیں لہٰذا یورپ کی علمی زبانیں اپنی قوم کے اُن افراد کی مرہونِ منت ہیں جنھوں نے انھیں گھر میں سنوارا اور باہر ان کی مقبولیت کا سبب بنے اگر وہ ایسا نہ کرتے تو اُن کے وہ ادبی کارنامے جن کی خوبیوں پر آج ہمیں حیرت ہوتی ہے کبھی مرتب نہ ہوتے۔ کیا یہ قابلِ تاسف غلامی نہیں کہ محض علوم کی خاطر ہم ایک دوسری زبان کے غلام بن جائیں اور سارا وقت اس کی تحصیل پر ضائع کر دیں۔ درآں حالیکہ اس زبان کے تمام خزانے ہم اپنی زبان میں منتقل کر سکتے ہیں اور خصوصاً جب ہماری اپنی زبان ہماری آزادی کی مظہر اور لاطینی ہماری غلامی کی علامت ہے! (ص ۹، ۱۰)

خط نمبر ۶

۱۔ ''مقتدرہ قومی زبان'' سے شائع ہونے والا ماہ نامہ۔

۲۔ سابقہ خط محررہ ۷؍مئی ۱۹۹۰ء میں مضمون کے حوالے سے پرچے میں راہ پا جانے والی غلطی کی نشاندہی کی گئی تھی۔ حواشی و تعلیقات مرتب کرتے ہوئے اس مضمون کا صحیح متن خط نمبر ۵، حواشی نمبر ۲ میں درج کر دیا گیا ہے۔

۳۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی کتاب ''ترکی کے ذریعے اُردو سیکھیے'' جو مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد سے ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئی۔

۴۔ اس کتاب کی فوٹو کاپی ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی لائبریری میں موجود ہے۔

خط نمبر ۷

۱۔ بزمِ اقبال لاہور سے شایع ہونے والا سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''۔

فہرستِ اسنادِ محولہ:

۱۔ ایبک، ظفر حسن: ۱۹۹۹ء غلام حسین ذوالفقار (مرتب)، ''خاطرات'' سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور۔
۲۔ جالبی، جمیل، ڈاکٹر: ۱۹۷۵ء، ''تاریخ ادب اردو (جلد اوّل)''، مجلس ترقیٔ ادب، لاہور۔

۳۔ حاتم، ظہور الدین، شیخ: ۱۹۷۵ء، مرتب: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، ''دیوان زادہ''، خیابان ادب، لاہور۔
۴۔ ذوالفقار، غلام حسین، ڈاکٹر: ۱۹۸۲ء، ''صد سالہ تاریخ جامعہ پنجاب''، جامعہ پنجاب، لاہور۔
۵۔ ذوالفقار، غلام حسین، ڈاکٹر: ۱۹۹۰ء، ''ترکی کے ذریعے اردو سیکھیے''، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد۔

رسائل:

۶۔ سہ ماہی ''نیا دور''، اگست ۱۹۵۵ء۔
۷۔ سہ ماہی ''مجلہ تحقیق''، جلد ۵، شمارہ نمبر ۱، شعبۂ عربی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔
۸۔ صد سالہ ''اورینٹل کالج میگزین''، حصہ دوم، ۱۹۸۳ء، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔
۹۔ ماہ نامہ ''اخبار اردو''، جلد ۷، شمارہ نمبر: ۴، اپریل ۱۹۹۰ء، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔
۱۰۔ ماہ نامہ ''اخبار اردو''، جلد ۷، شمارہ نمبر ۱۰، ۱۱/ اکتوبر، نومبر ۱۹۹۰ء، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔